بانی
تنظیمِ اسلامی
کے
غیر اسلامی افکار

تنظیمِ اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے قرآن وحدیث اور جمہور اہلِ سنت والجماعت کے خلاف افکار ونظریات پر مشتمل ایک تحقیقی مضمون جو محقق اہل قلم حضرات کی تحریرات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے

یکے از مطبوعات: جمہور اہل سنت والجماعت ۔ پاکستان

بانی تنظیمِ اسلامی کے غیر اسلامی افکار

تنظیمِ اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے قرآن وحدیث اور جمہور اہلِ سنت والجماعت کے خلاف افکار ونظریات پر مشتمل ایک تحقیقی مضمون جو محقق اہل قلم حضرات کی تحریرات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے

یکے از مطبوعات: جمہور اہل سنت والجماعت ۔ پاکستان

نام کتاب:	بانی تنظیمِ اسلامی کے غیر اسلامی افکار
مطبوعہ:	جمہور اہلِ سنت والجماعت۔ پاکستان
تعداد:	1000
قیمت:	

......ملنے کے پتے......

(1) اسلامی کتب خانہ : بنوری ٹاؤن کراچی (2) ادارہ اسلامیات : انار کلی لاہور (3) ادارہ اسلامیات : موہن روڈ چوک اردو بازار کراچی (4) مکتبہ قاسمیہ : اردو بازار لاہور (5) مکتبہ رشیدیہ: مین بازار مرغز ضلع صوابی (6) مکتبہ سید احمد شہید : الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور (7) مکتبہ شہید اسلام : لال مسجد اسلام آباد (8) کتب خانہ ادارہ غفران : چاہ سلطان راولپنڈی (9) بک لینڈ: سٹی پلازہ لیاقت باغ راولپنڈی (10) کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی (11) کتب خانہ: جامعہ فریدیہ E-7 اسلام آباد (12) اشرفی بک ڈپو: چھوٹا بازار صدر راولپنڈی۔

فہرست

صفحہ	فہرست

عالم اور ڈاکٹر کا بنیادی فرق

جناب ڈاکٹر اسرار احمد اچھے انشاء پرداز اور بہترین مقرر ہیں، وہ دراصل جماعت اسلامی کے کارکن بلکہ ضلع منٹگمری، حال ساہیوال کے ذمہ دار بھی رہے ہیں، اس لئے ڈاکٹر صاحب اول و آخر مودودی صاحب کے تربیت یافتہ اور جماعت اسلامی کے ذہن کے فرد مرید ہیں۔ علماء دیوبند اور جماعت اسلامی کی فکر و سوچ میں جو فرق ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ اس لئے انہیں دیوبندی مکتبہ فکر کا ترجمان نہیں کہا جا سکتا۔

پھر ڈاکٹر صاحب بنیادی طور پر ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں، ان کا دینی علم جتنا بھی ہے ان کے ذاتی مطالعہ کا مرہون منت ہے اور یہ تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ جس طرح کوئی ڈاکٹر اپنے طور پر طب اور ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ لینے کے بعد ڈاکٹر نہیں کہلا سکتا ٹھیک اسی طرح محض اردو کی دینی کتابوں اور قرآن کریم کے تراجم کے مطالعہ سے کوئی شخص عالم بھی نہیں کہلا سکتا۔ جس طرح ڈاکٹری کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد طب کی دکان / کلینک کھولنے والے کی رائے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ٹھیک اسی طرح محض اردو کی دینی کتابوں کے مطالعہ کرنے والے کو بھی دین و مذہب میں سند و استناد کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اسے دیوبندی مکتبہ فکر کا ترجمان قرار دیا جائے (ماہنامہ بینات رمضان ۱۴۲۴ھ دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۲۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبصرہ

مفتی محمد عیسیٰ صاحب

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے رسالہ ''شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت واہمیت'' کے مقدمہ میں جو اصولی بات تحریر کی ہے کہ اصل دین وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے سید الانبیاء محمد ﷺ تک کو وصیت کی ہے نہایت صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ازلی اور ابدی کتاب قرآن مجید جو اصول دین توحید رسالت اور معاد کی امین اور محافظ ہے اہل سنت اس کو موجودہ قرآن مجید کی صورت میں برحق سمجھتے ہیں اور اس کو حق و باطل کے مابین معیار قرار دیتے ہیں۔ جبکہ شیعہ کے اکابر علماء کو اس کے ماننے میں تامل بلکہ انکار ہے۔ اسی طرح اہل سنت آنحضرت ﷺ کی وصیت کے مطابق

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

(میری سنت پر عمل کرو اور خلفاء راشدین ہدایت یافتہ ہیں انکی سنت پر عمل کرو)

آپ کے حکم پر کاربند ہیں لیکن شیعہ کے ہاں سنت کا یہ مفہوم نہیں ہے افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک ضابطہ خود قائم کیا جو کہ نصوص قطعیہ پر مبنی ہے کہ اصل دین انبیاء علیہم السلام کا دین ہے جو اس سے انحراف کریگا وہ راہ راست سے بھٹک جائیگا لیکن انطباق وواقعات میں شیعہ وروافض کی وکالت کی کہ یہ لوگ دین حق کے قائل ہیں ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ شیعہ سنی مفاہمت کے فارمولا پر بھی شیعہ حضرات کے ذمہ دار لوگ اور ان کے بڑے علماء دستخط نہیں کرینگے جب کتاب وسنت کو یہ لوگ اصلی اور حقیقی شکل میں تسلیم نہیں کرتے جو دین حق کا ماخذ ہیں۔ توحید، رسالت اور معاد کے بارے ان کے عقائد کتاب وسنت سے مختلف ہیں اور خلفاء راشدین ان کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور یہ لوگ اپنے ائمہ کا درجہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر سمجھتے ہیں تو ان میں دین حق کہاں رہا اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے اس رسالہ میں تلبیس اور فریب کاری سے کام

لیا ہے لہٰذا ڈاکٹر صاحب کے عقائد اور افکار مسلمانوں کے لیے قابل اتباع نہیں ہیں۔ ان سے احتراز کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی ہر وقت دعا کرنا چاہئے۔ یا اللہ ہمیں اپنے پیارے اور نیک بندوں کے راستہ پر چلا اور جمہور علماء اہل سنت کے مؤقف پر تادم مرگ قائم رکھ آمین یارب العالمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) محمد عیسیٰ (صاحب)
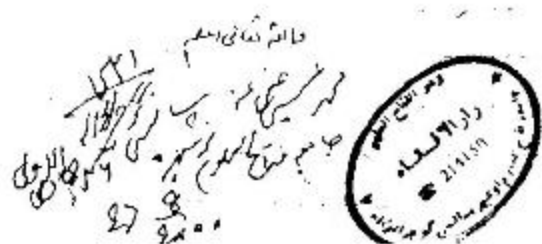
الاستفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام ڈاکٹر اسرار کی اس کتاب ''شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت وضرورت'' کے بارے میں!

(1)...... آیا ڈاکٹر اسرار کے عقائد یا تنظیم اسلامی کے عقائد مسلمانوں کے لئے قابل اتباع ہیں یا نہیں؟

(2) مذکورہ بالا کتاب کے مقولات باطلہ میں سے ایک یہ ہے کہ ''کوئی شیعہ سنی لڑکا لڑکی نکاح کریں تو ان میں سے کسی ایک کے لئے اپنے دین کی قربانی کے بعد نکاح کرنا جائز ہے'' صفحہ ۳۹: آیا یہ دائرہ اسلام میں داخل ہے یا نہیں!

(3)...... ''تنظیم اسلامی'' کی طرف دوسروں کو دعوت دینا کیسا ہے!

(4)...... اور مذکورہ بالا تنظیم کے لوگوں کے ساتھ روابط رکھنا کیسا ہے!

المستفتی محمد ابو معاویہ گوجر خان

ڈاکٹر اسرار احمد کے نظریات

الجواب حامداً و مصلیاً: جواب سوال نمبر (2,1)...... یہ بات یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ دین کے سلسلہ میں ان لوگوں پر اعتماد کرنا چاہئے جو باقاعدہ مستند اساتذہ سے فیض علم حاصل کر چکے ہوں، اور خود بھی مستند عالم ہوں، اور جن لوگوں نے از خود چند کتابوں کا مطالعہ کر کے اسکی بنیاد پر تصنیف اور تدریس یا تبلیغ کا کام شروع کیا ہو، اور کسی مستند استاد سے باقاعدہ فیضیاب نہ ہوں، ان کی ہر بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اصولِ دین پر عبور نہ ہونے اور مزاج شریعت سے بے بہرہ ہونے کیوجہ سے ان لوگوں سے دین فہمی کے سلسلہ میں بڑی بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں ڈاکٹر صاحب بھی ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے باقاعدہ مستند علماء کرام سے علمی استفادہ نہیں کیا۔ اس کے بجائے زیادہ تر اپنے مطالعہ پر انحصار کیا ہے، کیونکہ انہوں نے طالب علمی کا زمانہ سکولوں اور کالجوں میں گزارا ہے اور ایم اے، ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی ہے اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ ''ڈاکٹر'' کا لفظ تحریر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب علمی و سیاسی ذوق میں مودودی صاحب کے ممنون ہیں، کیونکہ ایک طویل عرصہ تک وہ مودودی صاحب اور انکی جماعت کے زیر سایہ رہے ہیں، بعد میں اس جماعت کو ترک کر کے اپنی الگ جماعت کی بنیاد ڈالی ہے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے خود اپنی کتاب ''تحریک جماعتِ اسلامی'' میں اپنے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کی جو کتاب ہمارے سامنے ہے، اسکا نام ہے ''شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت و ضرورت''

یہ کتاب طرح طرح کی خامیوں اور اغلاط سے پر ہے، لہٰذا اس کتاب کے مندرجات کو درست سمجھتے ہوئے مطالعہ کرنا، یا اسکی اشاعت اور اور ترویج کرنا، یا اس میں ذکر کردہ غلط نظریات کو اپنانا یا دوسروں کو اپنانے کی نیت سے بتانا ناجائز ہے۔ ذیل میں مذکورہ کتاب ''شیعہ سنی مفاہمت کی اہمیت و ضرورت'' کے بعض اہم اقتباسات اور ان پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں!

اختلاف وتفرقہ دو الگ چیزیں ہیں

(۱) صفحہ نمبر ۱۶ پر مؤلف فرماتے ہیں: ''اختلاف اور تفرقہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اختلاف اپنی جگہ ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم میں کہا گیا ہے''

لَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ.... وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ'' (ھود ۱۱۸، ۱۱۹)

یعنی یہ اختلاف تو کرتے ہی رہیں گے.... اور اسی طرح اس نے انہیں پیدا کیا ہے''۔ یعنی اختلاف تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک اصول ہے جس پر اس نے انسانوں کو بنایا ہے.... جبکہ تفرقہ ایک الگ شے ہے۔ اختلاف کو گوارہ کرنے کی بجائے اگر ''من دیگرم تو دیگری'' کی نوبت آجائے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے جائیں تو یہی تفرقہ ہے جو کفر اور شرک سے کم نہیں'' (مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور طبع فروری ۱۹۹۷ء)

مذکورہ بالا اقتباس میں دو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں: نمبر۱:..... قرآن کریم کی آیت کو غلط سیاق میں پیش کیا ہے۔ نمبر۲:..... اختلاف جب تک اختلاف کی حد تک ہو تو برداشت اور درست ہے، لیکن جو اختلاف تفرقہ کی شکل اختیار کرے، اور وہ اس طرح کہ جب اس اختلاف کو فریقین برداشت نہ کریں اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائیں تو اب اس مرحلہ میں وہ ناقابل برداشت اور ناجائز ہے۔

پہلی غلطی کے بارے میں عرض یہ ہے کہ مؤلف نے اس آیت مبارکہ کو اس سیاق میں ذکر کیا ہے کہ ''اختلاف'' کوئی بری چیز نہیں خواہ اختلاف مذموم ہی کیوں نہ ہو، یعنی اختلاف تو یہ لوگ کرتے ہی رہیں گے، یہ کوئی بری چیز نہیں..... حالانکہ مذکورہ آیت کا اس مفہوم سے کوئی تعلق نہیں، مذکورہ مفہوم اور مذکورہ سیاق میں اس آیت کو ذکر کرنا من گھڑت ہے، پوری آیت ذیل میں ملاحظہ ہو:

وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّامَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ط وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ ط الآیۃ (سورہ ھود آیت ۱۱۸، ۱۱۹)

''اور گر اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو مومن

کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے ایسا منظور نہ ہوا اسلئے دین کے خلاف مختلف طریقوں پر ہو گئے) اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں گے، مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو (وہ دین کے خلاف طریقہ اختیار نہ کریگا) اور (اس اختلاف پر غم وتأسف یا تعجب نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے (کہ ان میں اختلاف رہے.....) خلاصہ تفسیر از معارف القرآن (۴:۶۷۵)

وَلَوْشَاءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ وَلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۔ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ ط الآیة

پوری آیت اور اس کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مذکورہ آیت میں "اختلاف" سے مراد مذموم اختلاف ہے نہ کہ محمود ورنہ پھر "اُمَّةً وَّاحِدَةً" اور آگے استثناء: "اِلَّامَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ" کا کیا مطلب بنے گا؟ اسی وجہ سے مفسرین کرام نے اس کی تفسیر وہی بیان فرمائی ہے جو آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہے، جیسا کہ اوپر خلاصہ تفسیر میں آپ نے ملاحظہ فرمایا، اسی طرح بعض مستند عربی تفاسیر کے حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں:

فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ لِلْعَلَّامَةِ الْاٰلُوْسِیْ قُدِّسَ سِرُّهٗ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: وَلَوْشَاءَ الْاٰیَةَ: مُجْتَمِعِیْنَ عَلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ بِحَیْثُ لَا یَقَعُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ کُفْرٌ لٰکِنَّهٗ لَمْ یَشَأْ سُبْحَانَهٗ ذٰلِکَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا مُجْتَمِعِیْنَ عَلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ... وَلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۱۱۸: بَعْضُهُمْ عَلَی الْحَقِّ وَبَعْضُهُمْ عَلَی الْبَاطِلِ...(۱۲:۱۶۴)

"اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو دین حق پر مجتمع فرماتا پھر ان میں سے کوئی کفر اختیار نہ کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ کو اس طرح منظور نہ ہوا تو سارے لوگ دین حق پر مجتمع نہ ہوئے، اور یہ اختلاف جاری رہے گا، کوئی حق پر رہے گا اور کوئی باطل پر"۔

اس تفسیر سے یہ بات کتنی واضح ہے کہ مذکورہ آیت میں اختلاف سے مراد اختلاف حق وباطل ہے جو کہ مذموم (برا) ہے نہ کہ اختلافِ محمود (یعنی اچھا اختلاف) جیسا کہ مؤلف نے سمجھا ہے۔

وَفِی التَّفْسِیْرِ الْمَظْهَرِیْ: قَالَ اَشْهَبُ: سَأَلْتُ مَالِکًا عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ فَقَالَ: خَلَقَهُمْ لِیَکُوْنَ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ، وَقَالَ

اَبُوْ عُبَیْدَۃَ: اَلَّذِیْ اَخْتَارُہٗ قَوْلُ مَنْ قَالَ: خَلَقَ فَرِیْقًا لِرَحْمَتِہٖ وَفَرِیْقًا لِعَذَابِہٖ اھ (۵:۱۲۹)

''اشہب'' فرماتے ہیں کہ میں نے مالکؒ سے اس آیت (وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس وجہ سے پیدا کیا تاکہ ایک فریق جنت میں چلا جائے اور ایک فریق جہنم میں' اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان مفسرین کا قول اختیار کرتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فریق کو اپنی رحمت کے لئے پیدا کیا اور ایک فریق کو اپنے عذاب کے لئے''

مذکورہ بالا تین مستند حوالوں سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مذکورہ اختلاف حق و باطل کا اختلاف ہے جو کہ ناپسندیدہ ہے' لہٰذا مذکورہ آیت کو اختلاف محمود کے سیاق میں ذکر کرنا اور اس سے اختلاف کے برانہ ہونے پر استدلال کرنا سراسر غلط اور بے اصل ہے۔

دوسری غلطی کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اختلاف خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو جب تک اس میں فریقین کی طرف سے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے جاری نہ ہوں تو وہ اختلاف مضر نہیں اس لئے کہ وہ اختلاف ہے' تفرقہ نہیں' اور برا تفرقہ ہے نہ کہ اختلاف' حالانکہ اختلاف میں اس قدر توسع نہیں ہے جتنا مؤلف نے ارشاد فرمایا ہے' اگر اختلاف علی الاطلاق مضر نہ ہوتا تو احادیث مبارکہ کی رو سے فرق مختلفہ جوامت مسلمہ میں ہونگے' ان میں سے ایک فرقہ کے علاوہ دوسرے فرقے جہنمی نہ ہوتے' حالانکہ ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہے' باقی سب فرقے جہنمی ہیں .... جو اختلاف مضر نہیں بلکہ رحمت ہے وہ اجتہادی اختلاف ہے جو احکامِ فرعیہ کے استنباط میں واقع ہوتا ہے' اور عہد قدیم یعنی عہد صحابہ کرامؓ سے چلا آرہا ہے .... باقی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں ذکر ہوگی۔ مذکورہ اقتباس میں اصلاً یہ بتانا مقصود ہے کہ صحیح علم نہ ہونے کیوجہ سے قرآن کریم کی آیات کو اپنے سیاق سے ہٹا کر کہاں کہاں منطبق کی جاتی ہیں' اور ان کے کیسے کیسے مفہوم اور مطالب گھڑے جاتے ہیں؟ دوسری بات ضمن میں مذکور ہوئی۔

اگر ختمِ نبوت سے انکار نہ ہو تو اختلاف ہے تفرقہ نہیں

(۲) صفحہ نمبر ۱۹ پر مؤلف تحریر فرماتے ہیں: ''اس میں اگر تفرقہ ہوگا تو صرف عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کرنے یا بالفاظ دیگر نبوت کی مہر توڑنے سے ہی ہوگا۔ باقی جو لوگ کتاب اور سنت پر قائم رہیں ان میں تفرقے کا امکان نہیں ہے' انکے مابین اختلاف ہو سکتا ہے..... تفرقہ کی بنیاد صرف مہر ختم نبوت کو توڑ دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اس امت میں چودہ سو برس میں تکفیر پر اگر اجماع ہوا ہے تو صرف ان لوگوں کی جنہوں نے کسی نئی نبوت کا دعویٰ کیا الخ''

مؤلف کے نزدیک جیسا کہ پہلے معلوم ہوا ہے اختلاف الگ چیز ہے جو کہ محمود ہے اور تفرقہ الگ شے ہے جو کہ مذموم ہے' اور اس تفرقہ کی بنیاد مذکورہ بالا اقتباس کی رو سے صرف ختم نبوت سے انکار میں منحصر ہے' یعنی اگر کوئی فرقہ منکر ختم نبوت ہے' اور وہ کسی شخص کو نبی مانتا ہو' تو وہ کافر ہے' ورنہ نہیں' اور نہ ہی تاریخ اسلام میں بقول مؤلف کے ایسے فرقے کی تکفیر پر اتفاق ہوا ہے..... ہم تاریخ اسلام میں زیادہ پیچھے نہیں جاتے' بلکہ ایک قریب والی مثال پر اکتفاء کرتے ہیں' اور وہ مثال غلام احمد قادیانی کے ہمنام اور ہموطن ایک گمراہ کی ہے جس کا نام غلام احمد پرویز ہے' غلام احمد پرویز کے رسالوں اور کتابوں میں عقیدہ ختم نبوت پر بہت زور دیا گیا ہے' اور بڑی تاکید وقوتِ دلیل کے ساتھ اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے' اور مہر ختم نبوت کو جوڑنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے' لیکن اس کے باوجود اس کے کفر پر اجماع ہے' یعنی ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اس ملعون کے عقائد فاسدہ باطلہ کا علم جس عالم کو بھی ہوا ہے اس نے اس کے کفر میں تامل نہیں کیا ہے' بلکہ کفر کا فتویٰ دیا ہے' تو کیا غلام احمد پرویز کی تکفیر اختلاف کی بنیاد پر ہوئی؟ اس لئے کہ مؤلف کے اصول مسلمہ (عندہ) کے مطابق یہ تو تفرقہ نہیں' بلکہ اختلاف ہے' اور کیا مؤلف کے نزدیک غلام احمد پرویز اختلاف کا شکار ہے جو کہ مضر نہیں؟ اگر نہیں' تو پھر مذکورہ بالا اصول اور انحصار کا دعویٰ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مؤلف اختلاف اور تفرقہ میں فرق اپنی طرف سے گھڑ کر مذہب روافض کو اہل السنت والجماعت کے مطابق یا اس کے قریب لانے کی کوشش کر رہے ہیں' جیسا کہ آئندہ

اقتباسات سے مقصدِ مؤلف اور صاف طریقہ سے سامنے آجائیگا۔

شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل نہیں

(۳) صفحہ نمبر ۲۲ پر مؤلف فرماتے ہیں: جہاں تک ''کتاب اللہ'' کا تعلق ہے، تو اگرچہ اہل سنت کو اہل تشیع کے بارے میں یہ شکوک وشبہات ہیں کہ وہ قرآن کو بھی صحیح نہیں مانتے انکی بعض کتابوں سے اس کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں......لیکن اہل تشیع کا عمومی مؤقف یہ ہے کہ نہیں، ہم اسی کتاب کو برحق مانتے ہیں... چنانچہ ''کتاب'' ہمارے اور ان کے مابین مشترک ہے، انکے ہاں شاید کچھ غالی حضرات ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اصل قرآن وہ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا تھا جو دراصل ترتیب نزولی کے اعتبار سے تھا، ہمارے ہاں بھی اس کی روایات موجود ہیں۔''

اس اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ اہل تشیع حضرات قرآن کریم میں تحریف کے قائل نہیں، یہ صرف اہل سنت کا شک وشبہ ہے، اور اہل تشیع کی جن عبارات سے تحریف قرآن مترشح ہوتی ہے ایک تو وہ غالی شیعہ ہیں، دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ موجودہ قرآن کریم وہ نہیں ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مرتب فرمایا تھا اس لئے کہ وہ ترتیب نزولی کے اعتبار سے تھا۔ یعنی صرف ترتیب کا فرق ہے......یہ مؤلف کی طرف سے ''تَقْرِیب بَیْنَ الْمَذْهَبَیْن'' بلکہ ''تطبیق'' کی نہایت ہی کمزور اور رکیک کوشش ہے، اس کوشش میں مؤلف نے اہل تشیع کی زبردست ترجمانی فرمائی ہے اور انکے اس ''تقیہ'' پر بھرپور اعتماد کیا ہے جو یہ لوگ صدیوں سے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس سے اہل سنت کے سادہ لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں، ورنہ اہل تشیع کا تقریباً تحریف قرآن پر اجماع ہے، اور اس تحریف سے وہ مراد نہیں ہے جس کا مصداق مؤلف نے بیان کرکے اس خطرناک عقیدہ کو ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش کی، بلکہ یہ لوگ باقاعدہ قرآن پاک میں قطع و برید، کمی وبیشی اور تغیرات کثیرہ کے قائل ہیں، اور یہ قائلین صرف مقررین، واعظین نہیں ہیں، بلکہ مقتدیانِ شیعیت ہیں، نمونہ کے طور پر چند مستند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱)......شیعوں کی اصح الکتب ''اصول کافی'' میں ان کے پانچویں امام امام باقر کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:۔

نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم هٰكذا: وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فِيْ عَلِيٍّ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِنْ مِثْلِهٖ (اصول کافی بحوالہ کتاب خمینی وشیعیت کیا ہے صفحہ ۵۲ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب)

اس آیت کریمہ میں اہل تشیع "فِيْ عَلِيٍّ" کا اضافہ مانتے ہیں۔

(۲)......اصول کافی میں حضرت جعفر صادق سے روایت ہے:۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى آدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِيْ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ....هٰكَذَا وَاللّٰهِ اُنْزِلَتْ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (ایضاً)

اس آیت کریمہ میں خط کشیدہ الفاظ کا اضافہ ضروری مانتے ہیں۔

(۳)......شیعوں کی مستند اور قدیم ترین تفسیر "تفسیر عیاشی" ہے اس کے حوالہ سے "تفسیر صافی" میں امام باقر کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:۔

لَوْلَا اَنَّهٗ زِيْدَ فِي الْقُرْآنِ وَنَقَصَ مَا خَفِيَ حَقُّنَا عَلٰى ذِيْ حِجًى (تفسیر صافی ۱۱ طبع طہران بحوالہ بالا)

"اگر قرآن میں کمی بیشی نہ کی گئی ہوتی تو عقل رکھنے والے پر ہم ائمہ کا حق پوشیدہ نہ رہتا"

(۴)......شیعوں کے عظیم المرتبت محدث اور مجتہد علامہ حسین محمد تقی نوری طبرسی نے تحریف قرآن کے موضوع پر مفصل کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" یہ چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ہے، جس میں مصنف نے اثبات تحریف پر دلائل کا انبار لگایا ہے چنانچہ ایک جگہ مصنف لکھتے ہیں:

اَنَّ الْاَخْبَارَ الدَّآلَّةَ عَلٰى ذٰلِكَ تَزِيْدُ عَلٰى اَلْفَيْ حَدِيْثٍ ا۵ (صفحہ ۲۲۷)

"قرآن میں تحریف کو بتلانے والی احادیثِ ائمہ کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے۔"

(۵)......ایرانی انقلاب کے امام ورہبر جن کے انقلاب سے مؤلف کافی متاثر ہیں، قرآن کریم کے بارے میں یہ کہتے ہیں:

آن آیات را از قرآن بردارند' و کتاب آسمانی را تحریف کنند و
برائے ہمیشہ قرآن را زنظر جهانیان بیند ازند(کشف الاسرار ص ۱۱۴)
"(صحابہ کے لئے آسان تھا کہ) ان آیات کو قرآن مجید سے نکال دیں اور کتاب آسمانی میں تحریف کریں اور ہمیشہ کے لئے قرآن کو دنیا والوں کی نگاہ سے مستور بنادیں۔"
(۶) ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:
همه عیبے را کہ مسلمانان بکتاب یهود و نصاریٰ می گرفتند عیناً
برائے خود اینها ثابت شود. (کشف الاسرار ص ۱۱۴)
"تحریف کا وہ عیب جو مسلمان یہود و نصاریٰ پر لگاتے ہیں ان (صحابہ) پر ثابت ہے۔"
یہاں ہم نے قرآن مجید میں شیعوں کی طرف سے اثبات تحریف کے عقیدہ کی چند مثالیں بطورِ نمونہ ذکر کیں ان مثالوں سے یہ بات بالکل ظاہر اور صاف ہے کہ اہل تشیع کا عمومی موقف قرآن کریم میں تحریف کا ہے جو انکے بڑے اور کبار علماء نے باقاعدہ اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے لہٰذا مؤلف کتاب مذکور کا یہ کہنا کہ یہ عقیدہ بعض غالی شیعوں کا ہے اور اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ یہ موجودہ قرآن ترتیب نزولی کے لحاظ سے مرتب نہیں ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جو قرآن ہے وہ ترتیب نزولی پر مرتب ہے..... یہ کہنا بالکل بدیہی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے اور محض زبردستی کی تاویل ہے

شیعہ وسنی دونوں کی حدیث کے مجموعے معتبر ہیں

(۴) صفحہ نمبر ۲۳ پر مؤلف فرماتے ہیں: "البتہ جہاں تک حدیث کا معاملہ ہے' انکے پاس اپنے مجموعے ہیں' لہٰذا یہاں آکر فرق واقع ہو جاتا ہے اور اختلاف گہرا ہو جاتا ہے' لیکن یہ بھی تفرقہ نہیں ہے' کیونکہ تفرقہ تو تب ہوگا جب سنت کا انکار کیا جائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی مہر کو توڑا جائے۔ (الی قولہ) اللہ کی حاکمیت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اصول اگر تسلیم کیا جائے' اب تفرقہ نہیں رہا' اختلاف ہے' البتہ اختلاف اہل سنت کے مختلف مسالک اور مذاہب کے درمیان نسبتاً کم ہے اور اہل تشیع کے ساتھ اہل سنت کا اختلاف نسبتاً گہرا ہے۔"

اس اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ اہل السنّت کے احادیث کے مجموعے بالکل الگ ہیں اور اہل تشیع کے بالکل الگ' لیکن اس کے باوجود یہ سنی اور شیعہ کے درمیان تفرقہ نہیں جو مضر اور نقصان دہ ہے' بالکل اختلاف ہے جو کہ ناپسندیدہ نہیں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کی تفصیل گزر گئی ہے' اور یہ تفرقہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ لوگ سنت سے انکاری تو نہیں ہیں' اور نہ ہی عقیدۂ ختم کا انکار کرتے ہیں' لہٰذا یہ اختلاف ہے جیسا کہ اہل سنت کے مسالک میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بس اختلاف کی کمی بیشی کا فرق ہے ورنہ نفس اختلاف میں کوئی فرق نہیں........ یہ بھی مؤلف کی طرف سے ''تقریب بین المذهبین'' کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے' جو ماقبل کی طرح بدیہی البطلان اور نہایت ہی گمراہ کن جرات ہے' ورنہ جن احادیث وروایات کی درج ذیل خصوصیات ہوں' انکو ''تفرقہ'' پر کیوں محمول نہیں کریں گے؟

۱: جن میں تحریف قرآن کریم کے اثبات پر پورا زور دیا گیا ہو۔

۲: جن میں تکفیر و تھلیلِ صحابہؓ کو بڑے شدومد سے ثابت کیا گیا ہو

۳: جن میں ائمہ کی عصمت بلکہ ان کو نبی کے درجہ سے بھی بڑھا چڑھا کر ثابت کیا گیا ہو

۴: جن میں زنا (متعہ) کے بے شمار فضائل مذکور ہوں۔

۵: جن میں جھوٹ (تقیہ) کی تاکید کی گئی ہو۔

۶: جن کے راوی وہ لوگ بھی ہوں جن کا تعلق فرق مجسّمہ' مشبّہ اور مصوّرہ سے ہے

(کذافی تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۲۳۱)

۷: جن میں ایک بڑی جماعت اختراعِ احادیث کو جائز قرار دیتی ہے۔(" ")

۸: اور تعجب کی بات یہ ہے کہ شیعوں کے ہر فرقہ کا یہ دعوی ہے کہ اس کے پاس جو ذخیرہ روایات ہے وہ سب اہل بیت سے لیا گیا ہے اور نہایت صحیح و معتبر ہے اور دوسروں کے پاس جو کچھ ہے وہ من گھڑت اور بے اصل ہے۔(" ")

۹: پھر ان کا آپس کا اختلاف وتعارض اور انکی احادیث میں اضطراب اس درجہ کا ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں' خود ان کے شیخ الطائفہ بھی اس بات کے اعتراف پر مجبور ہوئے

کہ جب احادیث سے یہ دلائل لاتے ہیں ان کی سندوں میں ضعیف' مجہول الحال'

جھوٹے اور حدیث گھڑنے والے موجود ہوتے ہیں (بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ اردو صفحہ ۲۳۰ تا صفحہ ۲۳۹)

یہ خصوصیات ہیں ان روایات واحادیث کی جن کو مؤلف نے ''اختلاف'' قرار دیا' جو مؤلف کے نزدیک مضر نہیں' اور ان روایات واحادیث کے پیروکاروں کو مؤلف نے مطیعین رسول ﷺ میں شمار کیا' اور اس اختلاف کو مثلِ اختلاف بین مذاہب اہل سنت قرار دیا (استغفر اللہ)

فقہ اور اسلام الگ چیزیں ہیں

(۵) صفحہ نمبر ۳۵ پر مؤلف تحریر فرماتے ہیں: ''یا تو یہ کہہ دیجئے کہ ہمیں اسلام کی طرف جانا ہی نہیں دین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دو' ہمیں تو اپنی فقہ زیادہ پسند ہے' لیکن اگر دین کو اولیت حاصل ہے اور آپ "لَاتَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ" کے قرآنی حکم پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں کہ دین ایک ہو تو پھر اپنی فقہوں اور اپنے مذہب و مسالک کو ثانوی درجہ دیجئے' یہی کچھ انہوں نے (شیعوں نے) کیا' اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا حل یہی ہے۔''

فقہ اور فقہاء کی توہین

(مثلاً فقہ کو اوّلیت دینا تفرقہ ہے، فقہ پر مضبوطی سے عمل کرنا روایتی علماء کا کام ہے، فقہ کی تدوین میں ملوکیت کے اثرات شامل ہیں، صاحبین نے ملوکیت کی وجہ سے مزارعت کو جائز کہا، مزارعت و مضاربت دینی عنصر سے خالی ہیں)

اور صفحہ نمبر ۹۷ پر رقمطراز ہیں: ''تیسرا منفی تاثر فقہ کے بارے میں ہے' چونکہ یہ حکومت علماء کی ہے اور روایتی علماء کے ہاں فقہ کی بڑی اہمیت ہوتی ہے' اس لئے جیسے ہمارے ہاں فقہ پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے' اسی طرح وہاں بھی فقہ کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے' حالانکہ فقہ اہل سنت اور فقہ جعفریہ دونوں دورِ ملوکیت میں مرتب ہوئی ہیں' اس لئے ان کے اندر ملوکیت کے اثرات موجود ہیں' مثلاً امام اعظم ابوحنیفہؒ ،امام مالکؒ اور امام شافعیؒ تینوں حضرات نے مزارعت کی حرمت کا فتویٰ دے دیا تھا' لیکن بعد میں جب ملوکیت کی چھاپ پڑی تو صاحبین نے مزارعت کے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ اسے آپ چاہے مجبوری

کہیں یا کچھ اور کہیں، بہرحال جب ملوکیت آ گئی تو اس کے اثرات تو پڑنے ہی تھے، جیسا مارشل لاء آ جاتا ہے تو پھر سپریم کورٹ کیا کر سکتی ہے، چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی مزارعت اور مضاربت جیسے معاملات کو اسی طرح سے ''اسلامی'' بنایا گیا تھا، جس طرح ضیاء الحق صاحب کے زمانہ میں ہمارے نظام بنکاری اور معاشی و اقتصادی نظام کو ''اسلامی'' بنایا گیا، ورنہ اس میں نظام اسلامی کا اصل حصہ یعنی سیاسی، سماجی اور معاشی انصاف کا عنصر تو موجود نہیں۔''

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات کو غور سے پڑھیں، اور خود فیصلہ کریں کہ مؤلف کو ''فقہ'' اور ''فقہاء'' پر کتنا اعتماد ہے؟

چنانچہ مذکورہ اقتباسات میں مؤلف موصوف سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:...... مذکورہ بالا دونوں عبارات میں دو قسم کا تعارض ہے:

الف:...... اقتباسِ اول سے پتہ چلتا ہے کہ اہل ایران نے فقہ کو ثانوی درجہ دیا ہے، اور اسلام کو اولیت دی ہے، جبکہ دوسرے اقتباس میں مؤلف کا فقہ اہل ایران کے بارے میں منفی تاثر مذکور ہے کہ اہل ایران فقہ کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔

ب:...... فقہ کو اولیت دینے کو مؤلف نے ''تفرقہ'' قرار دیا، چنانچہ آیت ذکر کر کے اس کو مدلل بھی کیا ہے، جبکہ مؤلف کے نزدیک ''تفرقہ'' اس وقت وجود میں آئیگا جبکہ ''مہر ختم نبوت'' کو توڑا جائے

۲:...... اسلام اور فقہ کو دو الگ الگ چیزیں قرار دیں، جیسا کہ اقتباس اول سے واضح ہے۔

۳:...... جو علماء ''فقہ'' کے مطابق عمل کرتے ہیں، ان کو ''روایتی علماء'' قرار دیا، جو بہت ہی خطرناک لفظ ہے، اس لئے کہ اس لفظ سے متجددین زمانہ کی ترجمانی ہو رہی ہے۔

۴:...... فقہ پر ترتبِ آثارِ ملوکیت کا قول کر کے مؤلف نے فقہ سے اعتماد ختم کرنے کی کوشش کی ہے

۵:...... حضرات صاحبین رحمہما اللہ جنکی فقاہت و اجتہاد کی پوری امت قائل ہے، اور حضرات حنفیہ کو خاص طور پر ناز ہے، ان پر کتنا بڑا اور خطرناک الزام عائد کیا؟...... حالانکہ مزارعت کے جواز کے صرف یہ حضرات قائل نہیں ہیں، بلکہ بقول علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کے کہ مزارعت اکثر

اہل علم کے نزدیک جائز ہے انکی شرائط وتفصیلات میں فرق ہو۔ مثلاً: حضرت علی، حضرت سعد، حضرت ابن مسعود، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت قاسم، آل ابی بکر، آل علی، علامہ ابن سیرین، سعید بن المسیب طاؤس، عبدالرحمٰن بن اسود، موسیٰ بن طلحہ، امام زہری، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ان کے صاحبزادے امام شافعی، امام مالک، امام ابو یوسف، امام محمد، حضرت معاذ، حضرت حسن، عبدالرحمٰن بن یزید، امام بخاری وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہم اجمعین۔ اگرچہ شرائط وتفصیلات میں فرق ہو (دیکھئے: المغنی مع الشرح الکبیر لابن قدامہ" (۵۸۱:۵)۔)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ الزام صرف حضرات صاحبینؒ پر نہیں، بلکہ مذکورہ بڑے اور جلیل القدر صحابہؓ وتابعینؒ پر بھی ہے، اس لئے کہ یہ حضرات سب کے سب مزارعت کے جواز کے قائل ہیں، خواہ شرائط وتفصیلات میں فرق واختلاف ہو.........اور مضاربت تو باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مشروع اور درست ہے، جیسا کہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَدَلِيْلُ صِحَّتِهِ (اَلْقِرَاضُ / اَلْمُضَارَبَة) اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُم

(روضۃ الطالبین ۵:۱۱۷)

"صحتِ مضاربت کی دلیل اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔"

اور علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا الْاِجْمَاعُ فَاِنَّهٗ رُوِیَ عَنْ جُمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَنَّهُمْ دَفَعُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ مُضَارَبَةً مِّنْهُمْ سَيِّدُنَا عُمَرُ وَسَيِّدُنَا عُثْمَانُ وَسَيِّدُنَا عَلِیٌّ وَعَبْدُ اللہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرَ وَعُبَيْدُ اللہِ بْنُ عُمَرٍ وَّسَيِّدَتُنَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَلَمْ يُنْقَلْ اَنَّهٗ اَنْكَرَ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْرَانِهِمْ اَحَدٌ وَّمِثْلُهٗ يَكُوْنُ اِجْمَاعًا ....وَعَلٰی هٰذَا تَعَامُلُ النَّاسِ مِنْ لَّدُنْ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ اِلٰی يَوْمِنَا هٰذَا فِیْ سَائِرِ الْاَعْصَارِ مِنْ غَيْرِ اِنْكَارٍ مِّنْ وَّاحِدٍ اھ (البدائع للعلامۃ الکاسانیؒ ۶ : ۷۹)

"مضاربت کا جواز اجماع سے ثابت ہے اسلئے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے یہ

بات ثابت ہے کہ یہ حضرات یتیم کے اموال کو مضاربت پر دیتے تھے ان میں سے حضرت عمر...... رضی اللہ عنہم ہیں' اور اس زمانہ کے صحابہ ؓ میں سے کسی نے اس کو برا یا ناجائز نہیں کہا' لہٰذا اس پر گویا کہ صحابہ کا اجماع ہوا' پھر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے آج تک اسی پر امت کا تعامل چلا آرہا ہے' کسی نے اس کے خلاف نہیں کہا' لہٰذا یہ بھی اجماع ہوا۔''

لہٰذا مؤلف کا ''مزارعت'' اور ''مضاربت'' کے جواز کو صرف حضرات صاحبین ؒ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں' نیز ان دونوں کا مارشل لاء دور کے نظام اقتصاد کے ساتھ اسلامی عنصر سے خالی ہونے میں تشبیہ دینا نہایت ہی گستاخانہ انداز ہے۔ جس سے توبہ اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ضروری ہے۔

شیعہ وسنی کا نکاح اور مذہب کی قربانی جائز ہے

(۶) صفحہ نمبر ۳۹ پر مؤلف فرماتے ہیں: ''ایک مسئلہ یہ بھی پیش آسکتا ہے کہ اگر شیعہ اور سنی باہم شادی کریں' تو اس پر کس فقہ کا اطلاق ہوگا؟ اہل تشیع کے ہاں ایک وقت میں دی گئیں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں۔ جبکہ احناف کے ہاں اس طرح طلاق مغلظ واقع ہوجاتی ہے۔ تو زمین اور آسمان کا فرق واقع ہوگیا' اس کا ایک حل یہ ہے کہ اگر سنی لڑکا اور شیعہ لڑکی یا شیعہ لڑکا اور سنی لڑکی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا چاہتے ہیں تو ان میں سے ایک کو قربانی دینا پڑے گی' شادی کے وقت وہ نکاح فارم میں لکھوا دیں کہ اس شادی کے جملہ معاملات کونسی فقہ کے تحت طے پائیں گے۔ چنانچہ اگر کوئی جھگڑا ہو تو وہ اسی فقہ کے تحت طے کیا جائے۔''

مؤلف کے ہاں چونکہ فقہ جعفریہ کا دوسری فقہوں کے ساتھ جو اختلاف ہے' اس کا درجہ وہی ہے جو سنی مذاہب فقہیہ میں پایا جاتا ہے' اسلئے مؤلف نے اسی اصول کی بناء پر شیعہ سنی کے نکاح کے جواز کا علی الاطلاق نہ صرف فتویٰ دیا' بلکہ سنی لڑکے یا لڑکی کو اپنے مذہب قربان کرنے اور نکاح کی خاطر اپنے مذہب کو چھوڑنے کا مشورہ بھی دیا' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَعُوْذُ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ ...... حالانکہ علماء ومشائخ امت شیعہ سنی نکاح کے جواز اور عدم جواز میں

تفصیل فرماتے ہیں' یعنی بعض صورتوں میں تو نکاح بالکل منعقد ہی نہیں ہوتا' اور بعض صورتوں میں بہتر نہیں ہے اور نکاح کے معاملات میں رفع نزاع کے لئے قربانی کی مذکورہ صورت تو شاید پہلی دفعہ وجود پذیر ہوئی جو درست نہیں' اور پھر ایسے جدید فتوے دینا مؤلف کی مجبوری بھی ہے اس لئے کہ اپنی فقہ کے ساتھ چمٹنے والے تو روایتی علماء ہیں۔ جنکے ہاں فقہ کو درجہ اولیٰ اور اسلام کو درجہ کا ثانیہ حاصل ہے اور یہ روایتی علماء میں سے ہیں نہیں' تو فتویٰ بھی ''روایتی'' نہیں ہوگا بلکہ ''جدت'' پر مبنی ہوگا نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک وقت میں دی گئیں تین طلاقیں صرف احناف کے ہاں تین شمار نہیں ہوتیں' بلکہ چاروں مذاہب کا اس پر اجماع ہے

سنی حضرت فاطمہ کا احترام نہیں کرتے

(۷) صفحہ نمبر ۶۲ پر مؤلف فرماتے ہیں: ''امیر محترم (ڈاکٹر صاحب) نے فرمایا کہ شیعہ سنی کے مابین بُعد کو دور کرنے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ جو شیعوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے الاٹ کر لیا ہے' اور سنیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو اگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کو اجاگر کریں الخ'' اس اقتباس میں مؤلف نے ان مقدس شخصیات کے بارے میں افراط اور تفریط میں سنی اور شیعہ کو برابر دکھایا کہ ایک شخصیت کو ایک گروہ نے الاٹ کیا اور دوسری کو دوسرے گروہ نے... حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے' اہل تشیع کے طرف اس کی نسبت بالکل صحیح ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کو لیکر حضرت عائشہؓ کی شان میں مختلف گستاخیوں میں مبتلا ہو گئے' جبکہ اہل السنّت دونوں شخصیات کا مکمل احترام کرتے ہیں' اور دونوں کو قابل احترام و اکرام سمجھتے ہیں' کسی ایک کو ''الاٹ'' نہیں کیا ہے۔

تلفیق و ترجیح جائز بلکہ اس زمانہ میں ضروری ہے

(۸) صفحہ نمبر ۷۰ پر مؤلف لکھتے ہیں: ''ثانیاً'' اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جسکے متعلق ہمارے مکاتب فکر کے درمیان اختلاف رائے پایا جائے اور اس میں ترجیح کا معاملہ کر لیتا ہوں' جدید فقہی اصطلاح میں اسے ''تلفیق بین المذاهب'' کہا جاتا ہے۔ اسے اگرچہ بعض لوگ جرم سمجھتے ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے

کہ عہد حاضر میں اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔"

مؤلف موصوف نے "تلفیق" کے جو معنی بیان کئے ہیں یعنی ایک معاملہ سے متعلق آراء مختلفہ میں سے ایک کو ترجیح دینا، یہ معنی درست نہیں بلکہ "تلفیق" لفق سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں کپڑے کو دوہرا کر کے سینا، اور اصطلاح میں "تلفیق" کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

اَلْقِيَامُ بِعَمَلٍ يَجْمَعُ فِيهِ بَيْنَ عِدَةِ مَذَاهِب حَتّٰى لَايُمْكِنُ اِعْتِبَارُ هٰذَا الْعَمَلِ صَحِيْحًا فِيْ اَيِّ مَذْهَبٍ مِّنَ الْمَذَاهِبِ (معجم لغة الفقهاء صفحه ۱۴۴)

یعنی "ایسا عمل انجام دینا جس میں مختلف مذاہب کو جمع کیا ہو یہاں تک کہ یہ کسی بھی مذہب کے مطابق درست ومعتبر نہ ہو۔"

چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی مثال یہ بیان فرمائی ہے۔

مِثَالُهٗ: مُتَوَضِّیٌ سَالَ مِنْ بَدَنِهٖ دَمٌ وَّلَمَسَ اِمْرَاَةً ثُمَّ صَلّٰى فَاِنَّ صِحَّةَ هٰذِهِ الصَّلَاةِ مُلَفَّقَةٌ مِّنْ مَّذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَالْحَنَفِيِّ، وَالتَّلْفِيْقُ بَاطِلٌ فَصِحَّتُهٗ مُنْتَفِيَةٌ اه (۱:۷۵)

"تلفیق کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کے بدن سے خون بہہ گیا اور اس نے کسی عورت کو چھوا بھی پھر اس نے نماز پڑھی، اس مثال میں صحت نماز کا حکم مذہب شافعی اور مذہب حنفی سے ملفق (مرکب) ہے، اور چونکہ "تلفیق" باطل ہے، تو مذکورہ نماز بھی درست نہیں۔"

حاصل اسکا یہ نکلا کہ تلفیق ایک ہی حکم اور ایک ہی معاملہ میں دو مختلف مذہبوں کو جوڑنے کو کہتے ہیں......اور مؤلف نے جو معنی بیان کئے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک حکم سے متعلق مختلف آراء موجود ہیں، ان میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح دی جائے، مثلاً بدن سے اگر خون بہہ جائے تو حنفیہ کے ہاں وضوء ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ شافعیہ کے ہاں نہیں ٹوٹتا، اب کوئی آدمی ان دو آراء میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح دیتا ہے، اس کو مؤلف نے "تلفیق" قرار دیا ہے، جسکا غلط ہونا بالکل ظاہر ہے......بہرحال یہ تو مؤلف کی پہلی غلطی ہے، اس کے بعد مؤلف نے "تلفیق" کو جائز قرار دیا ہے، اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ تلفیق کی اب دو صورتیں ہو گئیں:

(۱) تلفیق کی صحیح صورت' جسے ہم نے بیان کی۔

(۲) تلفیق بزعم مؤلف یعنی ترجیح۔

پہلی صورت کے بارے میں عرض یہ ہے کہ "تلفیق "یا ''حکم ملفق'' کے بطلان پر اجماع ہے' اور اگر کسی نے جواز کا قول کیا ہو تو وہ غیر معتبر ہے' جیسا کہ کتاب الدر المختار میں اس کی تصریح ہے

وَاِنَّ الْحُکْمَ الْمُلْفَقَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ (۱: ۷۵) ''حکم ملفق بالاتفاق باطل ہے۔''

اور دوسری صورت کے بارے میں عرض یہ ہے کہ مختلف آراء میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ہر کس ناکس کا کام نہیں' اس کے لئے تفقہ اور مجتہدانہ صالحیت ضروری ہے' صرف ذاتی مطالعہ سے عربی کی چند کتابیں پڑھنا اس کے لئے کافی نہیں' اس لئے یہ مؤلف کی طرف سے بہت بڑا دعویٰ ہے' اور وہ بھی بے اصل' اس لئے کہ جس آدمی کا علمی حال یہ ہو جو زیرِ نظر صفحات میں نظر آ رہا ہے' وہ ترجیح کا اصول اور اسکو بروئے کار کس طرح لائے گا؟ اس لئے اس میں صحیح اور سلامتی کا راستہ جو شایانِ شان بھی ہے یہ ہے کہ اپنے آپ کو مقلد محض سمجھ کر تقلید کا راستہ اختیار کریں' اور مسائل میں مستند علماء کرام پر اعتماد کر کے ان کی طرف رجوع کیا کریں۔ ورنہ خطرناک غلطیوں کا دائرہ مزید وسیع ہو جائیگا

اہل تشیع اپنے ائمہ کو نبی کے برابر نہیں مانتے

(۹) صفحہ نمبر ۳۷ پر فرماتے ہیں: ''پہلی بات یہ کہ اگرچہ اہل تشیع امامت معصومہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں' اور اپنے ائمہ کو بعض ایسے خصائص اور صفات سے متصف قرار دیتے ہیں جو صرف نبوت کا خاصہ ہے' تاہم وہ ائمہ کو نبی کے ہم پلہ نہیں کہتے یہ بھی مؤلف کی طرف سے تقریب بین المذھبین کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور شیعوں کے ایک اہم عقیدہ یعنی عقیدۂ امامت کی خود ساختہ تشریح ہے ورنہ شیعوں کی قدیم وجدید کتابوں میں ایسی عبارات بکثرت موجود ہیں جن سے یہ بات صاف طور پر واضح ہے کہ امام ان کے نزدیک نہ صرف یہ کہ نبی کے ہم پلہ ہیں' بلکہ امام کا مرتبہ نبی سے بڑھا ہوا ہے' بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ ہوں:

۱:...... اثنا عشری مذہب کے ترجمان اعظم' خاتم المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بڑی صراحت کے

ساتھ لکھا ہے:

ازبعضے اخبار معتبرہ کہ انشاء اللہ بعد ازین مذکور خواھدشد معلوم می شود کہ مرتبہ امامت بالاتر ازمرتبہ پیغمبری است.....

چنانچہ حق تعالیٰ بعد از نبوت بحضرت ابراھیم خطاب فرمودہ کہ انی جاعلک للناس اماماً ا ھ (حیاۃ القلوب ۳: ۲۱ طبع ایران)

''ائمہ کی بعض معتبر روایات سے جو بعد میں انشاء اللہ ذکر کی جائیں گی معلوم ہوجاتا ہے کہ امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بالاتر ہے' چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت عطا فرمانے کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ میں تجھ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔''

۲:......امام خمینی تحریر فرماتے ہیں:

وَاِنَّ مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ مَذْهَبِنَا اَنَّ لِأَئِمَّتِنَا مَقَامًا لَا یَبْلُغُهٗ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ا ھ (الحکومۃ الاسلامیۃ صفحہ ۵۲ طبع تہران)

''ہمارے مذہب کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہونچ سکتا۔''

مذکورہ بالا قدیم وجدید دو حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اہل تشیع کے ہاں امام کا مرتبہ نبی سے بڑھ کر ہے۔

صحابہ وخلفاء کے بارے میں شیعہ سنی نزاع معمولی ہے

(۱۰) صفحہ نمبر ۵۷ پر فرماتے ہیں: اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اصل بنائے نزاع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص خلفائے راشدین کی حیثیت کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر ہے' اور اس ضمن میں دونوں فرقوں میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں' یہ گویا شخصیات کے بارے میں تاریخی نزاع ہے' یہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسے دیوبندیت اور بریلویت کا سارا اختلاف جو گذشتہ صدی کی دو شخصیات شاہ اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی اور موجود صدی کی دو شخصیات مولانا

اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ورنہ دونوں گروہوں کے عقائد و نظریات میں کوئی قابل ذکر فرق موجود نہیں ..... خلفائے راشدین کی خلافت کے بارے میں تمام مسلمانوں میں تین قسم کے لوگ دکھائی دیتے ہیں' ایک انتہا پر غالی شیعہ' ان کا موقف یہ ہے کہ حضرت علیؓ پہلے امام بھی ہیں اور اصلاً پہلے خلیفہ بھی' حضورؐ کے بعد آپؓ کی خلافت بلا فصل انہی کا حق تھا' لیکن ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے ہر بار ان کا حق غصب کر کے خلافت حاصل کر لی' اس طرح یہ تینوں خلفاء (معاذ اللہ) غاصب تھے ..... اہلِ تشیع کے عوام کی اکثریت اسی موقف پر قائم ہے ..... اس کے مقابلہ میں دوسری انتہاء پر وہ متشدد مکتب فکر ہے جو ماضی قریب میں اہل سنت میں پیدا ہو گیا ہے' یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اقتدار کے بھوکے تھے' (الی قولہ) صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بارے میں تیسرا نقطہ نظر اہل سنت کی اکثریت کا ہے الخ)''

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً خلفائے راشدین کے سلسلہ میں سنی اور شیعہ حضرات کے درمیان جو نزاع ہے یہ شخصی نزاع ہے' اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دیو بندی اور بریلوی مکاتب فکر میں شخصی نزاع ہے ورنہ درحقیقت دونوں کے نظریات و عقائد میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں' پھر شیعوں میں جو غالی ہیں' وہ حضرات خلفاء ثلثہ کو غاصب کہتے ہیں' ورنہ جو معتدل اہل تشیع ہیں وہ اس موقف پر نہیں' بلکہ وہ صرف تفضیلی ہیں' جیسا کہ آج کل ایران میں زیادہ تر اہل دانش کا یہی موقف ہے ------ مؤلف موصوف نے حسب سابق اس شدید اختلاف کو نہایت ہی ہلکا کر کے دکھا دیا کہ یہ تو شخصیات کا نزاع ہے جیسا کہ دیو بندی و بریلوی حضرات کے درمیان ہے، حالانکہ مشبہ بہ میں بھی مولف کا موقف ہمیں تسلیم نہیں، دیو بندی و بریلوی اختلاف شخصی نزاع نہیں' بلکہ سنت و بدعت کا نزاع ہے' شخصیات تو داعی ہوتی ہیں' اور سنت و بدعت کا فرق قابل ذکر فرق ہے' تو جب مشبہ بہ میں مؤلف کا موقف غیر مسلم ہے تو مشبہ میں اس موقفِ مؤلف کو تو تسلیم کرنے کا تصور بھی ممکن نہیں' صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے اول مخاطبین اور آنحضرت ﷺ کے براہ راست شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں' وہ دین کے امین ہیں' قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح وہی معتبر ہو گی جو ان سے منقول ہو' اور خصوصاً خلفائے راشدین

جنکی حیثیت دین میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے' جولوگ ان کونعوذ باللہ مرتد وکافر کہتے ہیں اور ان پرلعن وطعن کرتے ہیں' اور اس تکفیر اور لعن وطعن کو عبادت اور ثواب سمجھتے ہیں' ان لوگوں کے ساتھ اہل سنت کے مؤقف کا کیا مقابلہ اور کیا نسبت ہوگی' جوصحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے راشدین کوحضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد خیرالخلائق سمجھتے ہیں' اور جوقرآن اور حدیث کے مطالب ومفاہیم میں ان ہی پر اعتماد کرتے ہیں اور جن کووہ دین مبین کے امین سمجھتے ہیں' اور جن کی اقتداء اور پیروی کووہ اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں۔؟

شیعوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اسلام پر قائم افراد صرف تین یا چار تھے' باقی سب مرتد ہوگئے تھے' یہ شیعوں کے بنیادی عقائد اور نظریات میں سے ہے' یہ عقیدہ اتنا خطرناک ہے کہ جس سے دنیا کے سامنے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت وتربیت کتنی سطحی تھی کہ آپ کے انتقال کے ساتھ ہی ناکام ہوگئی چنانچہ شیعوں کی اصح الکتب الجامع الکافی میں یہ قول منقول ہے:

كَانَ النَّاسُ عَلٰى رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّاثَلٰثَةٌ اھ (۳:۱۱۵ طبع لکھنؤ)

''آپکے بعد تین کے علاوہ باقی سب لوگ مرتد ہوگئے۔''

اوراسی اصح الکتب میں ایک اور مقام میں مذکور ہے:

فَلَعُمْرِی لَقَدْ نَافَقَاقَبْلَ ذٰلِکَ وَرَدَّاعَلَی اللهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ كَلَامَهٗ وَهَزَيَابِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُمَاالْكَافِرَانِ عَلَيْهِمَالَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (کتاب الروضۃ طبع لکھنؤ)

''میں بقسم کہتا ہوں کہ وہ دونوں (ابوبکر وعمرؓ) پہلے سے منافق تھے' انہوں نے اللہ کے کلام کومسترد کیا اور رسول ﷺ کے ساتھ مذاق کیا' وہ دونوں قطعی کافر ہیں' ان پر اللہ کی' اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

ملاباقرمجلسی نے اپنی کتاب جلاءالعیون اور حق الیقین میں ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے' جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

امام ازین امت پس دجال است و پنج نفر ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ

بن الجراح و سالم مولی حذیفه و سعد بن العاص. (صفحہ ۱۲۷ طبع ایران)

(یعنی جہنم میں ایک آتشی تابوت ہے جس میں بارہ آدمی بند ہیں ان میں) اس امت میں سے دجال ابوبکر' عمر' ابوعبیدہ' سالم مولی حذیفہ اور سعد بن العاص ہیں۔"

اور یہی عقیدہ امام خمینی کا بھی ہے جو ان کی کتاب "کشف الاسرار" میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے صحابہ کرامؓ کی محبت اور ان پر اعتماد یہ ایمان کا جزء ہے اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں داخل ہے اس لئے یہ شخصیات عام شخصیات سے مختلف ہیں' ان کو حضرت تھانوی اور مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ تشبیہ دینا بھی سوءِ ادب ہے اور نہ ہی یہاں کوئی وجہ شبہ موجود ہے جو کہ تشبیہ کے لئے ضروری ہے' لہٰذا صحابہ کرامؓ میں نزاع شخصی نزاع نہیں بلکہ یہ دینی اور بنیادی نزاع ہے' اور بہت گہرا اور دوررس نتائج کا حامل نزاع ہے۔

شیعہ، سنیوں میں متعہ کے علاوہ کوئی خاص فرق نہیں

(۱۲) صفحہ نمبر ۸۲ پر تحریر فرماتے ہیں: "جہاں تک فقہ کا تعلق ہے میری رائے میں' میرے علم کی حد تک فقہ جعفریہ میں ایک "متعہ" کے مسئلہ کے علاوہ کوئی ایسی شے نہیں ہے جو کسی نہ کسی سنی فقہ میں موجود نہ ہو' اگر کوئی فرق ہے تو وہ اسی نوعیت کا ہے جو حنفی' حنبلی' مالکی اور شافعی فقہوں کے درمیان ہے"

مؤلف موصوف کے اس اقتباس پر تبصرہ کرنا ہی فضول ہے' اس لئے کہ اس کا باطل اور بے بنیاد ہونا بالکل ظاہر اور بدیہی ہے' کیونکہ مؤلف نے اپنے اس عبارت میں فقہ جعفریہ کو دیگر فقہوں کی طرح مستند و معتبر مان لیا' حالانکہ فقہ جعفریہ' جو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کی یہ نسبت ہی جھوٹی ہے اور افتراء و اختراع پر مبنی ہے' جو در حقیقت دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ اہل بیت کی ایجاد و اختراع سے وجود میں آئی ہے' حضرت امام جعفر صادق خود سنی امام تھے اور وہ خود انہی مسائل کو بیان فرماتے تھے جن پر اہل سنت عمل پیرا ہیں' وہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' اذان و اقامت وغیرہ میں انہی مسائل پر عمل پیرا تھے اور یہی دوسروں کو ارشاد فرماتے تھے اس لئے ان کی فقہ کے احکام و مسائل بھی وہی ہیں جو انہوں نے اپنے شاگردانِ رشید امام ابوحنیفہ' امام مالک

اور امام سفیان ثوری وغیرہ کو تعلیم فرمائے' فقہ جعفریہ کو امام جعفر صادقؒ سے دور کا بھی تعلق نہیں...
انصاف کی بات تو یہی ہے کہ ان شیعوں نے ائمہ سے جو روایات منسوب کی ہیں ان سے بڑھ کر ائمہ کی توہین کی کوئی صورت تصور میں نہیں آ سکتی----- لہٰذا جس فقہ کی بنیاد و اساس جھوٹ اور افتراء پر ہو اس فقہ کا اہل سنت کی فقہوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

مذکورہ کتاب میں اور بھی متعدد عبارات ہیں جو قابل مؤاخذہ ہیں' لیکن ہم نے اپنے اس جواب میں چند اہم اقتباسات لے کر ان پر بقدرِ ضرورت مختصر تبصرہ پیش کیا' تاکہ عام لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ ثابت ہو جائے کہ جو شخص مستند اساتذہ کا صحبت یافتہ اور فیض یافتہ نہ ہو' اور صرف چند عربی اردو کتابوں کا مطالعہ کر کے قرآن و سنت کی تشریح و تدریس کا بیڑا اٹھایا ہو اس سے کیا کیا اور کتنی خطرناک غلطیاں سرزد ہوتی ہیں' اور وہ امت مسلمہ کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے' اور اس کی وجہ سے امت کس قدر اختلاف و انتشار کا شکار ہو سکتی ہے؟

اس کتاب میں مذکور ڈاکٹر اسرار صاحب کے نظریات کا خلاصہ

مذکورہ کتاب کے ان اقتباسات سے ڈاکٹر اسرار صاحب کے جو نظریات سامنے آ رہے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱)......اختلاف و تفرقہ دو الگ چیزیں ہیں' اختلاف اپنی جگہ ہے' یعنی مضر نہیں' اور قرآن کریم کی اس آیت کا تعلق اسی اختلاف سے ہے:

لَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ...... وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ (ھود ۱۱۸'۱۱۹)

(۲)......تفرقہ جو مضر ہے' صرف ختمِ نبوت کے انکار میں منحصر ہے' اگر ختمِ نبوت سے انکار نہ ہو تو اختلاف ہے تفرقہ نہیں۔

(۳)......شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل نہیں' البتہ بعض غالی شیعہ کی عبارات سے جو تحریف سمجھ میں آتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن اس ترتیب کے مطابق نہیں جس پر نازل ہوا ہے'۔

(۴)......اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے مجموعے (حدیث) معتبر ہیں۔

(۵)......فقہ اور اسلام الگ چیزیں ہیں۔
(۶)......فقہ کو اوّلیت دینا تفرقہ ہے۔
(۷)......جو علماء کرام فقہ پر سختی سے عمل کرتے ہیں وہ روایتی علماء ہیں۔
(۸)......فقہ کی تدوین میں آثارِ ملوکیت شامل ہیں۔
(۹)......حضراتِ صاحبین ؒ پر جب ملوکیت کی چھاپ پڑی تو انہوں نے مزارعت کے جواز کا فتویٰ دیا۔
(۱۰)......مزارعت و مضاربت دینی عنصر سے خالی ہیں' جیسا کہ مارشل لاء دور میں بینکنگ کے نظام کو اسلامی بنایا لیکن وہ دینی عنصر سے خالی ہے۔
(۱۱)......شیعہ وسنی کا نکاح بہر حال جائز ہے البتہ نزاع کی صورت میں ایک دوسرے کے تابع ہونا
(۱۲)......شیعہ وسنی میں رشتۂ ازدواج قائم ہونے کے بعد دونوں میں سے ایک اپنے مذہب کو قربان کرسکتا ہے۔
(۱۳)......مؤلف نے اپنے آپکو اہلِ ترجیح میں سے قرار دیا ہے۔
(۱۴)......تلفیق نہ صرف جائز ہے بلکہ اس زمانہ میں ضروری ہے۔
(۱۵)......شیعہ ائمہ کو نبی کے ہم پلہ نہیں کہتے۔
(۱۶)......صحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں شیعہ سنی کا نزاع شخصیات کا نزاع ہے جیسا کہ دیوبندی و بریلوی مکتبِ فکر میں ہے۔
(۱۷)......خلفائے راشدین کو غاصب کہنے والے صرف شیعوں میں غالی فرقہ ہے۔
(۱۸)......فقہ جعفریہ اور سنی فقہوں میں متعہ کے علاوہ کوئی خاص فرق نہیں' بلکہ فقہ جعفریہ میں جو بھی بات ہے' وہ کسی نہ کسی سنی فقہ میں موجود ہے۔

مذکورہ اقتباسات سے حاصل شدہ امور ر نظریات بالکل فاسد اور غلط ہیں' جیسا کہ ہر اقتباس پر تبصرہ سے ظاہر ہو چکا ہے' لہٰذا مذکورہ کتاب کا مطالعہ کر کے اس کی باتوں کو صحیح سمجھنا یا اس کی اشاعت وترویج درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنظیم اسلامی میں شمولیت اور اس کی دعوت کا شرعی حکم

جواب سوال نمبر (3) ''تنظیم اسلامی'' کے بانی کا کچھ مختصر حال شروع میں ذکر کیا گیا ہے' جس سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ موصوف مستند عالم دین نہیں ہیں' لہٰذا ان کی بنائی ہوئی جماعت میں شمولیت اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا درست نہیں' اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

تنظیم اسلامی کے لوگوں سے روابط کا شرعی حکم

جواب سوال نمبر (4) مذکورہ بالا تنظیم کے لوگوں کے ساتھ روابط رکھنے میں اگر انکی تنظیم میں شامل ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو یہ روابط رکھنا درست ہے----واللہ تعالیٰ اعلم

عصمت اللہ عصمہ اللہ۔ دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔ مورخہ ۱۴۲۰/۵/۱۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
(نائب مفتی)
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۱۴۲۰/۶/۲۲ھ

فتویٰ نمبر ۳۸۳/۲۵
حسین احمد۔ ۱۴۲۰/۶/۲۵ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
(نائب مفتی)
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۱۴۲۰/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق عفا اللہ
جامعہ خیر المدارس ملتان
یکم ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمد رضوان
ادارہ غفران، راولپنڈی
۱۴۲۱/۱/۲۳ھ

الجواب صحیح
ابوعرباض افضال محمد اقبال
مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمد صادق عفا اللہ عنہ
دارالافتاء والارشاد مرکزی مسجد شہید اسلام
اسلام آباد ۱۴۲۰/۹/۲۶ھ

ڈاکٹر اسرار کے بارے میں چند سوالات وجوابات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بیان کردہ چند نظریات خصوصاً ''ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور اسلام'' کے بارے میں کچھ سوالات کیے گئے تھے جن کے حضرت موصوف نے تفصیلی اور مدلل جوابات تحریر فرمائے تھے، اور آخر میں ان سوالات کے نمبر وار مختصر جواب بھی لکھے تھے جو کہ ذیل میں نقل کیے جا رہے ہیں

ڈاکٹر اسرار اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں فرق

سوال نمبر (۱): کیا اس شخص کے مذکورہ بالا عقائد کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کہا جا سکتا ہے؟

جواب:...... اس شخص کے یہ عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد نہیں۔ ائمہ اہل سنت بالاجماع اسی کے قائل ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جسمانی کے بارے میں احادیث نبویہ میں بیان کیا گیا ہے، اس لئے اس شخص کا یہ نظریہ بدترین بدعت ہے۔

آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیقی احادیث کے بارے میں گستاخی

سوال نمبر (۲): حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق احادیث کے بارے میں اس شخص کا رویہ گستاخی اور گمراہی ہے؟

جواب:...... حضرت آدم علیہ السلام کی جسمانی تخلیق سے متعلق وارد شدہ احادیث کے بارے میں اس شخص کا رویہ بلاشبہ گستاخانہ ہے جس کی تفصیل اوپر عرض کر چکا ہوں اور یہ رویہ بلاشبہ گمراہی و کج روی کا ہے۔

آدم علیہ السلام کو ''حیوان آدم'' قرار دینا

سوال نمبر (۳): حضرت آدم علیہ السلام کو ''حیوان آدم'' کہنا گستاخی نہیں ہے؟

جواب:...... حضرت آدم علیہ السلام کو نصوصِ قطعیہ اور اجماع سلف کے علی الرغم ''حیوان آدم'' کہنا اور ان کا سلسلہ نسب بندروں کے ساتھ ملانا ''اشرف المخلوقات'' حضرت انسان کی توہین ہے، اور یہ نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہے بلکہ ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام انبیاء

کرام علیہم السلام کی بھی توہین وتنقیص ہے۔ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں۔اب اگر کسی کے باپ کو"جانور"یا"بندر" کہا جائے تو سوچنا چاہئے کہ یہ گالی ہے یا نہیں؟اسی طرح اگر کسی کو(مثلاً انہی صاحب کو)"جانور کی اولاد"یا"بندر"کی اولاد"کہا جائے تو یہ صاحب اس کو گالی سمجھیں گے یا نہیں؟اور اس کو اپنی توہین وتنقیص تصور کریں گے یا نہیں؟

ڈاکٹر اسرار اور تفسیر بالرائے

سوال نمبر(۴): کیا یہ شخص تفسیر بالرائے کا مرتکب نہیں؟

جواب:......اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ اپنے مزعومہ نظریہ پر قرآن کریم کی آیاتِ شریفہ کا ڈھالنا تفسیر بالرائے ہے اور یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی"فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ"کا مستحق ہے،یعنی اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

حضرت آدم کے مٹی کے پتلے بنائے جانے کا عقیدہ اور ڈاکٹر اسرار

سوال نمبر(۵): آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف امت کا عقیدہ حضرت آدم علیہ السلام کے مٹی کے پتلے بنائے جانے کا ہے نہیں؟

جواب:......اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام سلفِ صالحین کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قالب مٹی سے بنایا گیا،پھر اس قالب میں روح ڈالی گئی تو وہ جیتے جاگتے انسان بن گئے،فلاسفہ طبیعیین نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ محض اٹکل مفروضے ہیں،جن کی حیثیت اوہام وظنون کے سوا کچھ نہیں،اور ظن وتخمین کی حق وتحقیق کے بازار میں کوئی قیمت نہیں۔حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (النجم ۲۸)

ترجمہ:اور ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں،صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں،اور یقیناً بے اصل خیالات امرِ حق کے مقابلہ میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔

جو قومیں نور نبوت سے محروم ہیں وہ اگر قبل از تاریخ کی تاریک وادیوں میں بھٹکتی ہیں تو بھٹکا

کریں، اور ظن وتخمین کے گھوڑے دوڑاتی ہیں تو دوڑایا کریں، اہل ایمان کو ان کا پس خوردہ کھانے اور ان کی قے چاٹنے کی ضرورت نہیں، ان کے سامنے آفتابِ نبوت طلوع ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں دن کی روشنی میں کہتے ہیں، ان کو قرآن وسنت کی روشنی نے ظن وتخمین سے بے نیاز کر دیا ہے۔

ڈاکٹر اسرار کی بیعت یا کسی قسم کا تعلق رکھنے کا حکم

سوال نمبر (٦): اس شخص کی بیعت یا کسی قسم کا تعلق اس کے ساتھ آپ کے نزدیک کیسا ہے؟

جواب: ......اوپر کی تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہی برحق ہے، اور اس شخص کا فلاسفہ کی تقلید میں ارشاداتِ نبویہ سے انحراف اس کی کج روی وگمراہی کی دلیل ہے اس لئے اس شخص کو لازم ہے کہ اپنے عقائد ونظریات سے توبہ کر کے رجوع الی الحق کرے اور ندامت کے ساتھ تجدیدِ ایمان کرے، اور کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، اس شخص کی ہمنوائی جائز نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اس کی بیعت میں داخل ہے تو اس کے خیالات ونظریات کا علم ہو جانے کے بعد اس کی بیعت کا فسخ کر دینا لازم ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۶)

□□□□□□□□□□□□□□

اگر آپ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور تنظیم اسلامی کے بارے میں مزید تفصیلی اور مدلل معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل کتب ورسائل کا مطالعہ فرمائیں: (۱) دورِ حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار صفحہ 437 تا 517 (۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 9 صفحہ 82 تا 116 تالیفات: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ، مطبوعہ: مکتبہ لدھیانوی کراچی (۳) ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار ونظریات تنقید کے میزان میں (۴) ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار ونظریات تحقیق وتنقید، تصنیفات: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب، جامعہ مدنیہ لاہور

اس تحریر میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہل سنت والجماعت علماء کرام کے فتوؤں اور آراء کی روشنی میں "تنظیم فکر ولی اللّٰہی" کے خطرناک عزائم ومقاصد اور عقائد ونظریات کا انکشاف اور اس تنظیم اور اس سے وابستہ ہونے کا شرعی حکم مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے

ترتیب
مفتی ابوصفوان

یکے از مطبوعات: جمہور اہل سنت والجماعت ۔ پاکستان